خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 93

Track - 1

44:00

آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھو'' اس آیت کی تفسیر کردیں؟

بسم اللہ ......

رمضان المبارک کے بعد یہ پہلا جمعہ ہے ۔ جس میں ہم لوگ اکھٹے ہوئے ہیں۔ پہلے تو ہم سب کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ رمضان المبارک کی سعادت سے فیض یاب ہوئے اور اللہ نے توفیق عطا کی کہ ہم نے اللہ کے لئے روزے رکھے۔ رمضان المبار کے روزوں کے بعد جب ہمارے اندر نور اور روشنیوں کا ذخیرہ ہوا تو اس کی خوشی میں ہم نے عید کی نماز ادا کی۔ لوگ خوش ہوئے۔ سب اکھٹے ہوکر ایک دوسرے سے گلے ملے۔ مصافحہ کیا۔ یہ دو خوشیاں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئیں۔ اس کے لئے بہت زیادہ شکر گزاری کی ضرورت ہے۔ رمضان المبارک کے حوالے سے اگر ہم غور و فکر کریں۔ رمضان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزے کی جزا میں خود ہوں۔یعنی بندہ بھوکا پیاسا میرے لئے رہتا ہے۔ تو اس بھوک پیاس کے صلے میںخود بندے سے قریب ہوجاتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ رمضان المبارک کے پروگرام میں یہ بات بہت زیادہ غور طلب ہے کہ رمضان المبارک میں مسلمان قوم میں اجتماعی

spirit

پیدا ہوجاتی ہے۔ اب یہ آپ کے سامنے ہے کہ صبح فجر کی اذان کے بعد لاکھوں کروڑوں آدمی ہر حلال چیز جو ہے اپنے اوپر بند کرلیتے ہیں۔ اور پیاس کی شدت برداشت کرتے ہیں۔بھوک برداشت کرتے ہیں۔ سارے دن بھوکے پیاسے محض اس لئے رہتے ہیں اجتماعی حیثیت میں کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں گے۔ اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تعمیل ہورہی ہے۔ پھر آٹھ گھنٹے، نو گھنٹے، دس گھنٹے کہیں بارہ تیرہ گھنٹے بھی گزر جاتے ہیں۔ مغرب کی اذان ہوتی ہے۔ اجتماعی طور پر سب لوگ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور کھانے پینے کی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں۔ رمضان کا بنیادی مقصد جو سامنے ہے وہ یہ ہے کہ رمضان میں مسلمان قوم کے اندر ایک اجتماعی شعور پیدا ہوتا ہے۔ اب یہ اجتماعی شعور ہے کہ فجر کی اذان کے بعد بھئی کچھ نہیں کھانا۔ اور مغرب کی اذان کے بعد سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں جو انہیں حاصل ہوتی ہیں، کھاتے ہیں، پیتے ہیں ، خوش ہوتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔ تو رمضان کا ایک بڑا مقصد جو ہے وہ یہ کہ انسان کے اندر، مسلمان کے اندر ایک اجتماعی شعور پیدا

ہوتا ہے، اجتماعیت پیدا ہوتی ہے۔ مسلمان کالا ہو، گورا ہو، کسی خطے کا رہنے
والا ہو، کوئی زبان بولتا ہو، لیکن جب وہ آواز سنتا ہے فجر کی اذان کی وہ ایک
آدمی کی اذان پر لاکھوں کروڑوں آدمی، وہ کالے ہوں، گورے ہوں اہ کے لئے اپنے
منہ بند کرلیتے ہیں۔ اسی صورت سے جب افطار کی اذان ہوتی ہے تب بھی اس
میں اجتماعی صورت ہمارے سامنے آتی ہے۔ اجتماعی صورت میں جب قوم یا
مسلمان ایک مہینہ پورا گزار لیتی ہے تو اس اجتماعیت کو اللہ تعالیٰ پسند کرکے
یہ فرماتے ہیکہ روزے کی جزا میں خود ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ
تعالیٰ انفرادیت کو پسند نہیں کرتے۔ اجتماعیت کو پسند کرتے ہیں۔ رمضان
المبارک کے بعد پھر عید کی نماز ہے۔ آپ دیکھیں کتنے بڑے بڑے مجمع ہوتے ہیں۔
عید کی نماز میں بھی اجتماعیت سامنے ہے۔ سارے لوگ نہاتے ہیں، دھوتے ہیں،
اچھے کپڑے پہنتے ہیں، خوشبوئیں لگاتے ہیں، خوش ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے
گھر جاتے ہیں، ایک دوسرے کو تحفے تحائف یہ عیدی جو ہے یہ بھی تو تحفے
تحائف کا ایک سلسلہ ہے۔ تو اسلام میں اجتماعیت جو ہے وہ ایک بنیادی عنصر
ہے۔ اسلام مذہب ہی اجتماعیت کا ہے۔ آخری جمعہ رمضان المبار ک میں جمعۃ
الوداع جسے آپ کہتے ہیں، کتنے اہتمام سے لوگ مساجد میں جمع ہوتے ہیں،
نماز پڑھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب ایک مہینے تک اجتماعی صورت میں زندگی
گزارتے ہیں تو اس ایک مہینے کے بعد یہ پریکٹس جاری کیوں نہیں رہتی؟ ایک
مہینے تک تیس دن ، تیس راتیں ایک نقطے پر پوری مسلمان قوم کا شعور مرکوز
ہوجاتا ہے۔ پھر جمعے میں بھی اجتماعیت ہوتی ہے ۔ عیدین میں بھی اجتماعیت
ہوتی ہے۔ تراویح میں بھی اجتماعیت ہوتی ہے۔ اب سترہ رکعتیں عشاء کی ۔
بیس رکعتیں تراویح کی۔ اس کو بھی نہایت ذوق شوق سے لوگ پڑھتے ہیں۔
کھڑے ہوتے ہیں، تھکتے نہیں ہیں۔ تو جب ہم ایک مہینے تک اجتماعی پروگرا م
پر عمل کرتے ہیں اور ہمارے اندر عمل کرنے کی صلاحیت ہے اور اللہ نے ہمیں
توفیق دی ہے ۔ اگر ہم پورے سال اجتماعی زندگی گزاریںتو اس مسلمان قوم کو
تو دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ اب دیکھئے جن ملکوں کے پاس
زیادہ فوج ہوتی ہے ان ملکوں کا رعب داب زیادہ ہوتا ہے۔ اب چین کے پاس
سب سے زیادہ فوج ہے۔ اس کی اپنی ایک حیثیت ہے۔ تو اجتماعی طور پر جو
اسلام کا پروگرام ہمارے سامنے جب آتا ہے ہم اس پہ غور کرتے ہیں تو پورے کا
پورا اسلام سارا یعنی ہر انسان کو فوجی اسپرٹ سے گزارتا ہے۔ اب رمضان کے
علاوہ بھی ہم لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اب اللہ اکبر امام نے کہاسب نے ہاتھ
باندھ لیئے کچھ پڑھنے کے بعد امام نے اللہ اکبر کہا جھک گئے امام ساری صفیں
جھک گئیں۔ پھر امام نے کہا سمع اللہ لمن حمدہ ... پھر سارے کے سارے کھڑے
ہوگئے بالکل اس طرح جس طرح کوئی فوج ہو بہت ساری اور اس کو کوئی اس
کا جو کیپٹن ہے وہ کہتا ہے اٹینشن! پوری قوم جو ہے وہ فوج کی وہ جناب
اٹینشن ہوجاتی ہے۔ جب وہ کہتا ہے اسٹینڈ از تو پوری فوج جو ہے اٹینشن نہیں
رہتی۔ اسلام کے جتنے بھی پروگرام ہیں ۔ وہ نماز ہو پانچ وقتہ ، جمعہ کی نماز

ہو، رمضان المبارک ہو، عید الفطر ہو، عید الاضحی ہو، حج ہو ... حج میں ہر
سال بائیس تئیس لاکھ آدمی حج کرتے ہیں۔ یعنی بائیس تئیس لاکھ آدمی تین اس
طرح اجتماعیت میں گزارتے ہیں کہ ہر آدمی جو ہے ایک ہی کام کرتا ہے۔ مثلاً
اگر منیٰ میں جارہے ہیں تو سارے جارہے ہیں۔ اگر سعی کررہے ہیں تو سارے
کررہے ہیں۔ مثلاً اگر طواف کررہے ہیں تو سارے طواف کررہے ہیں۔ اس
اجتماعیت کو دیکھتے ہوئے غیر مسلم اقوام نے یہ اندازہ کیا کہ اسلام جو ہے ایک
اجتماعی پروگرام ہے۔ اور اجتماعیت کی بنیاد پر مسلمان کو کبھی شکست نہیں
دی جاسکتی۔ اگر مسلمان کے اندر سے اجتماعیت کو کسی طرح ختم کردیا جائے
پھر یہ جو ہے قوم محکوم بن جائے گی۔ اور یہ تاریخ سے انہوں نے سیکھاہے کہ نہ
ہتھیار ہے۔ نہ سواریاں ہیں۔ ٹوٹی پھوٹی تلواریں ہیں۔ جسم پہ کپڑے بھی نہیں
ہیں۔ زرہ بکتر تو کہاں سے ہوتی۔ لیکن اجتماعی حیثیت سے جس طرف
مسلمان چلا گیا پورے پورے ملک جو ہے اس نے فتح کرلیا۔ جس طرف مسلمان
اٹھ گیا لرزہ طاری ہوگیا دوسری طرف۔ ایک اجتماعی قوم ہماری طر ف متوجہ
ہوئی اور ہماری کوئی خیر نہیں۔پے در پے غیر مسلم اقوام نے شکست کھانے کے
بعد ۔ اپنے تمام ممالک سے محرومی کے بعد ۔ مسلمانوں کو جب فاتح کی حیثیت
سے انہوں نے دیکھا تو وہ سر جوڑ کے بیٹھے کہ اسلام کا جو اجتماعی پروگرام ان
کے پیغمبر نے انہیں دے دیا ہے جب تک مسلمان قوم اپنے پیغمبر کے دئے ہوئے
اجتماعی پروگرام پر عمل کرتے رہیں گے ہم انہیں شکست نہیں دے سکیں گے۔
وہ سر جوڑ کر بیٹھے۔ اور انہوں نے سازشوں کے تحت مسلمان قوم میں سے
ایسے لوگوں کو تلاش کیا جو اجتماعی ذہن نہیں رکھتے تھے۔ اور جب انہوں نے
ایسے لوگ تلاش کرلئے جو اجتماعی ذہن نہیں رکھتے تھے ۔ نتیجے میں مسلمانوں
کی جو اجتماعیت تھی اس میں تفرقہ پڑ گیا۔ وہ پوری قوم سے دو قومیں
ہوئیں۔ دو سے تین ، تین سے چار ہوئیں۔ پھر رنگ و نسل کا مسئلہ آگیا۔ کہ یہ
کالا ہے، یہ گورا ہے۔ پھر یہ مسئلہ آگیا کہ یہ عرب ہے یہ عجم ہے۔ پھر یہ
مسئلہ آگیا کہ یہ فلاں زبان بولتا ہے، یہ فلاں زبان بولتا ہے۔ اور اس کے بعد جب
یہ اجتماعیت ٹوٹ گئی اور اس کے بعد انہوں نے براہ راست اسلام کے اوپر ضرب
لگائی۔ اور اسلام میں ایسے تفرقے ڈال دئے کہ مسلمان آپس میں نہ صرف یہ کہ
دست و گریباں ہوگئے بلکہ مسلک کے اعتبار سے ایک دوسرے کو انہوں نے
مسلمان ہی نہیں سمجھا۔ کتنا بڑا المیہ ہے۔ اور کتنی بڑی بدنصیبی ہے۔ کہ دو
آدمی ہیں۔ دونوںحضور پاک ﷺ پر درود بھیجتے ہیں ، سلام بھیجتے ہیں۔ کلمہ
پڑھتے ہیں۔ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے کو کہہ
رہے ہیں کافر ہے۔ جبکہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تم
کافر کو بھی کافر نہ کہنا۔ یہاں صورت حال یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے
مسلمان کو کافر کہہ رہا ہے محض مسلک کے اختلاف کی بنیاد پر۔ کہ صاحب
وہ آدمی نے ہاتھ اٹھا کر اگر نماز پڑھی وہ کافر ہوگیا۔ اور جس آدمی نے ہاتھ
چھوڑ کر نمازپڑھی وہ کافر ہوگیا۔ جس نے یار سول اللہ کہہ دیا وہ کافر ہوگیا۔

اور جس نے یا رسول اللہ نہیں کہا وہ کافر ہوگیا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ
جو اسلام میں جو تفرقہ سازش کے تحت ڈالا گیا اگر ہم سنجیدگی کے ساتھ اس
بات پر غور کریں ۔ ایک دیوبندی ہے، ایک بریلوی ہے ، پتہ نہیں کیا کیا ایک وہابی
ہے۔ کیا کیا نام رکھے ہوئے ہیں۔ سب لوگ کلمہ گو ہیں۔ سب لوگ نمازیں
پڑھتے ہیں۔ سب لوگ مساجد میں جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ ان لوگوں سے اچھے
نہیں ہیں جو نماز نہیں پڑھتے؟ بھئی ایک دیوبندی ہے۔ بھئی جی دیوبند کا مسلک
مجھے پسند ہے۔ تو وہ دیوبند کا جو آدمی ہے وہ یا کا ہی تو مخالفت کررہا ہے
نہ جی یا رسول اللہ نہ کہو۔ لیکن اتنا تو ہے وہ کلمہ گو بھی ہے۔ نماز بھی پڑھ
رہا ہے۔ زکوٰۃ بھی دے رہا ہے۔ مساجد بھی آباد ہیں اس کے دم سے۔ رسول اللہ
ﷺ کا نام بھی لے رہا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت بھی ہورہی ہے۔ اسی طرح
بریلوی حضرات ہیں۔ وہ جناب وہ یارسول اللہ کہہ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے وہ بھی
بالکل اچھی بات ہے کہ حضور پاک ﷺ ظاہر ہے حاضر و ناظر ہیں ان کو یا رسول
اللہ کہنے میں کیا حرج ہے۔ وہ کہتے ہیں چونکہ یا رسول اللہ کہتے ہیں اس لئے
یہ کافر ہوگئے۔ انتہا یہ ہے کہ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ایک صاحب کا انتقال
ہوگیا۔ وہ دیوبندی مسلک کے تھے۔ صحافی تھے بہت بڑے۔ وہاں جناب سارے لوگ
دیوبندی بھی جمع ہوگئے اور بریلوی صاحبان بھی تشریف لائے۔ اور انہوں نے
جناب اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ یہ میں اپنا ایک چشم دید واقعہ آپ کو
بتارہا ہوں۔ میں حیران ہوں، پریشان ہوں کہ بھئی کہ یہ کیا اسلام کامطلب
دیوبندی ہے۔ کیا اسلام کا نام بریلوی ہے ؟ کیا اسلام کا نام عبد الوہاب صاحب
کی نسبت سے وہابی ہے۔ لندن میں ایک بہت بڑے ہال میں مجھے بلوایا۔ بہت
بڑا مجمع تھا۔ اور اتفاق سے اس میں علمائے کرام بہت ہی زیادہ تھے۔ تو دوران
تقریر میں نے یہ کہا کہ بھئی اگر ہماری یہی مجبوری ہے کہ ہم دیوبندی کے بغیر
مسلمان نہیں ہوسکتے۔ بریلوی صاحب کے بغیر مسلمان نہیں ہوسکتے۔ تو یہ
دونوں شہر تو ہندوستان کے ہیں۔ ابھی اس مسلک کو سو سال بھی پورے نہیں
ہوئے۔ تو اگر اتنی ہی مجبوری ہے تو بھئی دیوبندی بریلوی حضرات اگر بغیر
شہر وں کی نسبت کے مسلمان نہیں ہوسکتے تو بھئی ایک گروہ اپنے آپ کو مکّی
کہے اور دوسرا گروہ اپنے آپ کو مدنی کہے۔ کچھ وہاں سے انوار تو منتقل ہوں
گے۔ صاحب اس کا نتیجہ یہ نکلا میں نے جو پلٹ کے دیکھا تو ہال خالی ہوگیا۔ یہ
دیکھئے آپ میری بات کو بہت سارے لوگ اچھا بھی نہیں سمجھیں گے۔ لیکن میں
آپ سے یہ عرض کررہا ہوں کہ اسلام کی جو روح ہے ، اسلام کی جو اسپرٹ
ہے ، اسلام کا جو مقصد ہے وہ تو اجتماعیت کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں۔ اور
اگر اجتماعیت اسلام میں نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کے اوپر پانچ نمازیں فرض نہ
ہوتیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اوپر تیس روزے فرض نہ ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ حج کا
حکم نہ دیتے کہ بائیس لاکھ آدمی ، تئیس لاکھ آدمی ، سولہ لاکھ آدمی ایک شہر
میں جمع ہوکر ایک ہی طرح پوری عباد ت کریں۔ پورے ارکان حج جو ہے پورے
کریںایک طریقہ پر۔ یہ جو ہماری اجتماعیت میں دراڑیں ڈالی ہیاس میں سارا کا

سارا ہاتھ جو ہے غیر مسلم اقوام کا ہے۔ اور مسلمان اقوام میں جو لوگ کمزور
تھے ان کو انہوں نے اپنا آلہ کار بنالیا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ بالکل واضح الفاظ
میں فرماتا ہے ... واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ... کہ اللہ کی رسی
کو متحد ہوکر مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو آپس میں تفرقے نہ ڈالو۔ اچھا دوسری
بات یہ بڑی عجیب ہے آپ سب لوگ بھی اس سے متفق ہوں گے کہ ہر آدمی یہ
کہتا ہے جی میرا مسلک ٹھیک ہے۔ بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن اس بات کی سند
کیا ہے کہ آپ کا مسلک ٹھیک ہے۔ کیا کوئی وہاں سے الہام ہوگیا؟ کیا کوئی
وحی آگئی یا رسول اللہ ﷺ کی بشارت ہوگئی؟ بھئی سب لوگ ویسے ہی ہیں۔
اگر ہمارے اندر تفرقہ نہ ہو ہم جو بھی مسلک ہے اس پر قائم رہیں تو اس سے
کم از کم یہ بات تو ہوگی کہ من حیث القوم ہمارا رعب ہمارا دبدبہ ، ہماری
دہشت، مسلمان قوم کے اوپر پڑ سکتی ہے۔ اور یہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹنے
کے بعد جو حشر مسلمانوں کا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔آپ دیکھیں یہ ایران
عراق کی لڑائی ہوئی ۔ کوئی کہتا تیرہ لاکھ آدمی وہاں کام آگئے۔ کوئی کہتا
چودہ لاکھ آدمی مرگئے۔ مرے تو مسلمان ہی نہ بھئی۔ اور جب وقت آیا مقابلے کا
تو غیر مسلم اقوام ۲۹ قومیں ایک جگہ جمع ہوگئیں۔ ایک عراق کو مارنے کے
لئے ، ایک مسلمان ملک کو ختم کرنے کے لئے ۲۹ غیر مسلم قومیں ایک جگہ جمع
ہوکر اس ایک آدمی کو انہوں نے تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی۔ اور اللہ
تعالیٰ کے انعام و اکرام کا یہ حال ہے کہ ۲۹ قومیں مہلک ہتھیاروںکے ساتھ ایک
آدمی کے اوپر پل پڑی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی پھر بھی حفاظت کری۔ آپ غور
کریں اتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مسلمانوں کے اوپر ہیں کہ یہ مسلمان کے
بارے میں اگر آپ غور کریں تو پچھلی اقوام کا جو قرآن پاک میں تذکرہ آیا کہ
کوئی بندر بن گئے۔ کسی کے ہاں مینڈک آگئے۔ کوئی ہوا میں برباد ہوگئی۔ کوئی
کسی طرح تباہ ہوگئیں۔ کوئی کسی طرح تباہ ہوگئیں۔ تو اس میں یہ ہے
صاحب وہ قوم اس لئے تباہ ہوگئی کم تولتی تھی۔ وہ قوم اس لئے تباہ ہوگئی
کہ اس کے اندر خوں ریزی آگئی تھی ۔ وہ قوم اس لئے تباہ ہوگئی کہ اس کے
اندر تفرقہ آگیا تھا۔ جتنی برائیاں ہیں جن برائیوں کی بنیاد پر دوسری قومیں تباہ
و برباد ہوچکی ہیں وہ من حیث المجموع ساری کی ساری مسلمان قوم میں
موجود ہیں۔ لیکن چونکہ ہم اللہ کے دوست ، اللہ کے محبوب سیدنا حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی امت ہیں جو رحمت للعالمین ہیں۔ اس رحمت للعالمین کے
صدقے میں ہم ابھی زندہ ہیں۔ ہماری صورتیں بھی سؤروں کی اور بندروں کی
نہیں ہوئیں۔ لیکن دیکھئے اللہ کا ایک قانون بھی ہے۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے بھی ایک قانون بنایا۔ وہ یہ کہ مسلمان جہاں بھی مسلمان آپس میں
بھائی بھائی ہیں۔ کل مومن اخواۃ ... کہ ہر مومن جو ہے ایک دوسرے کا بھائی
ہے۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر ایک مسلمان کا کوئی قتل کردے تو اس کا
مطلب ہوا کہ اس نے پوری قوم کو قتل کردیا۔ کیا مطلب ہوا اس کا؟ کہ رسول
اللہ ﷺ اجتماعیت کا درس دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اجتماعیت کی

تعلیم دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو یہ بتایا ہے کہ بدلہ لینے سے معاف
کردینا اللہ کو زیادہ پسند ہے۔ کتنی اذیتیں رسول اللہ ﷺ کو اہل مکہ نے دیں۔
اتنے پتھر مارے کہ پیر لہو لہان ہوگئے۔ جوتا مبارک خون سے بھر گیا۔ اوجڑی رکھ
دی اونٹ کی سجدے میں۔ کانٹے بچھادئیے۔ بائیکاٹ کردیا۔ کھانا پینا بند کردیا۔ اور
انتہا یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ ہجرت کرنے پر تیار ہوئے اور جیسے آپ نے دیکھا
ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ فاتح کی
حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو وہ پوری تاریخ دنیا کی پوری تاریخ سے کوئی
ایک مثال ایسی نہیں ملتی کہ کوئی آدمی فاتح ہونے کی حیثیت سے کسی ملک
میں داخل ہوا ہو اور وہاں خون ریزی نہ ہوئی ہو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ رحمت
للعالمین ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ کسی آدمی کے اتنا بھی خون نہیں بہا کہ جتنا
سوئی چبھنے سے خون کا قطرہ نکل آتا ہے۔ کیا مطلب ہو ا اس کا؟ رسول اللہ
ﷺ نے یہ جو معافی کا خانہ کھولا یہ کس لئے کھولا۔ اپنی امت کے لئے کھولا ناں؟
ہمارے لئے اس میں درس ہے کہ اپنے بھائی کو اذیت نہ پہنچاؤ۔ اپنے بھائی کو
تکلیف نہ پہنچاؤ اپنے بھائی کا حق نہ مارو۔ اجتماعی حیثیت سے رہو۔ اور جب
مسلمان جب تک اجتماعی حیثیت میں رہااور اس نے رسول اللہ ﷺ کی ارشادات
پر تعلیمات پر عمل کرکے تفرقوں کو دور نہیں کیا تاریخ شاہد ہے کہ ہر جگہ
جہاں بھی دیکھو مسلمان ہی حکمراں تھے۔ جس طرح سے آج امریکہ حکمراں
ہے ساری دنیا پہ۔ اس طرح ہمارے آپ کے مسلمان اسلاف ساری دنیا پہ حاکم
تھے۔ تورمضان المبارک کا مہینہ ،جمعۃ الوداع، عید الفطر کے اوپر اگر غور و
فکر کیا جائے تو اس میں تمام امت مسلمہ کے لئے اجتماعی پروگرام کی دعوت
ہے۔ بہت سارے مسلک ہوتے ہیں۔ ہر آدمی بھائی اپنے مسلک پہ قائم رہے۔ کیا
حرج ہے اس میں اگر کسی نے ہاتھ چھوڑ کے نماز پڑھ لی۔ وہ نمازی تو ہے۔
کسی نے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ لی۔ وہ نمازی تو ہے۔ اچھا دیکھئے عجیب صورت
حال یہ ہے میں تو سوچ سوچ کے پریشان ہوتاہوںکہ جو بے نمازی ہیں ان سے
کوئی دست و گریباں نہیں ہوتا۔ جو شرابیں پیتے ہیں ان سے کوئی دست گریباں
نہیں ہوتا۔ دست گریباں ہورہے ہیں ان بھائیوں سے جو نمازی ہیں۔ ان بھائیوں
سے جو کلمہ گو ہیں۔ ان بھائیوں سے جو کسی بھی مسلک کے تحت سہی
مسجدیں آباد کرتے ہیں۔ دست گریباں ہورہے ہیں ان بھائیوں سے جو اجتماعی طور
پر حج کو جاتے ہیں۔ طواف کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے مقدس اور مطہر مزار
شریف کے سامنے ... الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ رمضان
المبار ک کے حوالے سے اور پانچ وقت کی نمازوں کے حوالے سے اگر ہم مسلمان
غور و فکر کریں تو ایک ہی پیغام ہمیں ملتا ہے اللہ کا اور اللہ کے رسول کا کہ
مسلمان ایک ہے۔ ایک مسلمان کا مطلب ہے پورے مسلما ن ایک ہیں۔ اور جب
یہ ہوجائے گااللہ کرے ایسا ہوجائے ۔ اب تو مجھے بڑی خوشی ہے اس بات کی کہ
ہمارے علمائے کرام جو ہیں انہوں نے بھی اس بات کو محسوس کرلیا ہے کہ ان
تفرقوں سے تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا قوم تو ان تفرقوں سے مزید ختم ہوجائے

گی۔ اور فائدہ پہنچ رہا ہے غیر مسلم اقوام کو۔ تو جدوجہد اور کوشش اب
شروع ہوئی ہے۔ کہ کلمہ گو آدمی کلمہ گو کا بھائی ہے۔ اب حضور پاک ﷺ کا یہ
بھی ارشاد ہے کہ جس نے صدق دل سے کلمہ پڑھ لیا اسے رسول اللہ ﷺ کی
شفاعت نصیب ہوگی۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں صاحب دیوبندی کو شفاعت
نصیب نہیں ہوگی۔ بریلوی کو شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ سنی کو شفاعت
نصیب نہیں ہوگی۔اس کا تو پتہ ہی کچھ نہیں۔ یہ تو اللہ کا اور بندے کا معاملہ
ہے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ انتہائی گنہ گار آدمی شرابی کبابی آدمی اللہ
کا دوست بن جاتا ہے۔ اور کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ بظاہر ایسا نظر آنے والا
بندہ جو نمازی بھی ہے۔ پرہیزگار بھی ہے اور وہاں اللہ کے ہاں اس کا کوئی
حصہ نہیں ہے۔ ہم جو بھی کچھ عبادت کرتے ہیں۔ قبول ہوئی یا نہیں قبول
ہوئی اس کا ہمیں پتہ نہیں۔ ایک جذبہ کے تحت صدق نیت سے جو بھی اللہ کو
جس طرح بھی پکارے وہ اس سے اچھا ہے جو اللہ کو نہیں پکارتا۔ صدق نیت سے
جو بندہ کسی بھی مسجد میں چلا جائے وہ اس سے اچھا ہے جو مسجد میں نہیں
جاتا۔صدق نیت سے جو بندہ روزہ رکھ لے ۔ سارے دن بھوکا رہے ۔ یقینا وہ اس کا
مسلک کچھ بھی ہو یقینا وہ اس بندے سے اچھا ہے جو روزہ نہیں رکھتا۔ اب آپ
کی ایک برادری ہے۔ آپ کا ایک کنبہ ہے۔ آپ کی ایک طرز فکر ہے۔ آپ روزہ
رکھتے ہیں دوسرا آدمی بھی روزہ رکھتا ہے۔ بھئی اب تو وہ آپ کے زیادہ قریب
آگیا ہے اس لئے کہ آپ بھی روزہ رکھ رہے ہیں وہ بھی روزہ رکھ رہا ہے۔ آپ
پیار سے محبت سے اسے اپنا پیغام پہنچائیں ہو سکتا ہے وہ آپ کا پیغام قبول
کرکے آپ جیسا ہوجائے۔ لیکن اس کے اوپر آپ فتویٰ دیں۔ اس کو آپ کافرکہیں۔
براہ راست اس کی عبادت کے اوپر آپ تبصرہ کریں۔اس کو یہ کہیں کہ بھئی
دوزخی ہے تُوہ پلٹ کہ وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ بھئی اگر میں دوزخی ہوں
کیا تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ تم جنتی ہو؟ ظاہر ہے ہمارے پاس کوئی
جواب نہیں ہے اس کا۔ اس لئے کہ جنت کا معاملہ تو وہاں کا ہے۔ جب وہاں
جائیں گے۔ یہی بہت کافی ہے کہ آپ کا کوئی بھائی اللہ کے لئے اس نے قدم تو
بڑھایاہے اس بنیاد پر آپ کے کنبہ کا فرد ہوگیا کہ آپ بھی اللہ کے لئے قدم بڑھا
رہے ہیں وہ بھی اللہ کے لئے قدم بڑھا رہا ہے۔ ایک آدمی مشرق سے آرہا ہے ۔
ایک آدمی مغرب سے آرہا ہے۔ ایک آدمی مسجد میں شمال سے داخل ہورہا
ہے۔ ایک آدمی جنوب سے داخل ہورہا ہے۔ تو جتنے بھی آدمی چاروں سمتوں سے
داخل ہوئے ،آپ کے بھائی ہیں۔ اس لئے کہ آپ بھی کسی نہ کسی سمت سے
داخل ہوئے اور جو کسی سمت سے داخل ہی نہیں ہوا اس سے آپ کا کوئی
رشتہ نہیں ہے۔ لیکن یہاں صورتحال یہ ہے کہ جو مسجد میں کسی سمت سے
داخل نہیں ہوااس کے خلاف کوئی بولتا نہیں ہے۔ اور جو آپ کی برادری کا فرد
بن کر آپ کے پاس آتا ہے ......(جملہ کٹا ہوا ہے) ......۔ اللہ کی رسی کو متحد
ہو کر مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اپنا پیغام پیار محبت سے
پہنچاؤ۔ آپ کسی آدمی کو گالی دے کر اپنی بات نہیں منوا سکتے۔ رسول اللہ ﷺ

کی پوری حیات طیبہ ہمارے سامنے ہے کہ حضور پاک ﷺ نے جتنا بھی اسلام پھیلایا
وہ اخلاق اور محبت کے ساتھ پھیلایا۔ حضور کی ساری زندگی آپ دیکھیں۔ حضور
کی ساری زندگی میں آپ کو کوئی انتقام نظر نہیں آئے گا۔ اگر کبھی لڑائیاں بھی
حضور پاک ﷺ نے لڑی ہیں تو وہ بھی پہلے اتمام حجت کرلیا گیا۔ جب کوئی چارہ
کار نہیں رہا اور کافر بالکل ہی نہیں مانے مقابلے پر ہی آگئے تو حضور پاک ﷺ کو
جنگیں کرنی پڑیں۔ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہ رہا تھا یہ عید کے حوالے
سے کہ ہم لوگ دعائیں بہت کرتے ہیں۔ عید میں دعا، بقرعید میں دعا۔ اب اللہ
تعالیٰ نے دعا کے بارے میں وعدہ فرمایا ... (عربی آیت) مجھ سے دعا کرو میں
قبول کروں گا۔لیکن جو صورتحال ہمارے سامنے مثال کے طور پر میں تقریباً ستّر
سال کے قریب پہنچ گیا ہوں۔ میں نے ساری زندگی ایک ہی دعا سنی ... یا
اللہ! بنی اسرائیل کا بیڑا غرق ہوجائے۔ آپ نے بھی سب نے سنی ہوگی۔ کروڑوں
کروڑوں آدمیوں نے اس بات کے لئے دعا کی کہ یا اللہ! بنی اسرائیل کا بیڑا غرق
ہوجائے۔ لیکن بنی اسرائیل کے بیڑا غرق کرنے کے لئے جو عملی جدوجہد تھی وہ
ہم نے نہیں کی۔ نتیجے میں دعا قبول نہیں ہوئی۔ وہ دعا قبول کیوں نہیں ہوئی
؟ اس لئے قبول نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ... اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے
برحق ہے۔ بات یہ ہے اس کے پیچھے عمل نہیں ہے صرف دعا ہے ۔ سیدنا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی مبارک آپ کے سامنے ہے کہ ۳۱۳ بندے ان کے پاس
تھے۔ جنگ ... کون سی بدر تھی احد تھی کون سی تھی؟ جنگ بدر میں وہ ۳۱۳
آدمی حضور پاک ﷺ اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں جاکے اللہ سے کہا اللہ تعالیٰ جتنے
بندے مجھے دستیاب تھے میں لاسکتا تھا وہ میں نے آپ کے حضور پیش کردئے۔ اب
آپ ہمیں فتح دے دیجئے۔اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ کہ تیس ہزار فرشتے اترے۔کیا
رسول اللہ ﷺ مکے میں یا مدینے میں بیٹھ کر دعا نہیں کرسکتے تھے؟ وہ ذات
اقدس و گرامی جس کے ایک اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ۔ جس کی
ہتھیلی میں کنکریوں نے کلمہ پڑھا۔ جس سے جانوروں نے باتیں کیں۔ شکایت
کی۔ حضور تشریف لے جارہے تھے ایک اونٹ دیکھ کر حضور کو رونے لگا۔ حضور
پاکﷺ تشریف لے گئے اپنا ہاتھ پھیرا اور کہااس کے مالک کو بلاؤ۔ مالک آیا۔ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ تیری شکایت کررہا ہے۔ کہ مجھ سے مزدوری تو
پوری کراتا ہے لیکن مجھے کھانے کو نہیں دیتا۔ میں کمزور ہوگیا ہوں۔ اب دیکھئے
وہ رسول پاک ﷺ جن کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو چلانے کی طاقت
منتقل کردی ہے جب بھی اور اب بھی آج بھی۔ انہوں نے مکے میں یا مدینے میں
بیٹھ کر کوئی تصرف نہیں کیا کوئی پھونک نہیں ماری۔ کیا وہ بندہ جو چاند کے
اشارے سے ، اللہ کا وہ محبوب بندہ جو ہاتھ کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر
دئے ہیں کیا وہ پھونک مار کے پوری قوم کو مسلمان نہیں کرسکتے تھے؟ لیکن
نہیں حضور پاک ﷺ نے پہلے عمل کیا۔پھر اللہ سے دعا مانگی۔ہماری صورت یہ
ہے کہ عمل میں ہم ناقص ہیں۔ دعا میں بہت آگے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے
کہ اب لوگ برملا اس کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم اتنی دعائیں کرتے ہیں وہ قبول

ہی نہیں ہوتی۔ اور لوگوں کے اندر شک اور وسوسہ پیدا ہوگیا ہے۔ کہ ساٹھ
سال سے ایک ہی دعا کررہے ہیں کہ بنی اسرائیل کی حکومت قائم نہ ہواور الٹا
ان کے غلام بن گئے۔ اللہ میاں کیا سنتے نہیں ہیں؟ اللہ میاں بے شک سنتے ہیں۔
اللہ میاں آپ کی رگ جان سے زیادہ قریب ہیں۔ لیکن صورت یہ ہے اللہ نے ایک
قانون بھی بنایا ہے کہ پہلے عمل بعد میں اجرہ اب آپ گھر میں آٹا ہی نہ
گوندھیں ، چولہے کے اوپر توا ہی نہ رکھیں، روٹی کیسے کھالیں گے آپ؟ دعا
مانگتے رہیں آپ سارا دن یا اللہ مجھے روٹی کھلادے ، یا اللہ مجھے روٹی کھلادے، یا
اللہ مجھے روٹی کھلادے۔ اور گھر میں آپ کی بیگم صاحبہ سالن نہ پکائیں، روٹی
نہ پکائیں، آپ کا کیا پیٹ بھر جائے گا؟ تو ایک بات ہمیں یہ بھی طے کرنی ہے کہ
جب ہم دعا کریں عمل ضرور کریں۔ بھلے وہ ناقص ہو۔اللہ میاں اس ناقص
عمل کو بھی قبول کرلے گا مگر عمل ہو تو سہی۔ اچھا دعا جو ہے وہ بھی ایک
اجتماعی حیثیت ہے۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار
... اے ہمارے رب ہماری دنیا، ہماری آخرت ... یعنی اس میں بھی اجتماعیت ہے۔
یا اللہ ہمیں من حیث القوم سارے مسلمانوں کو اپنی انعامات و اکرامات سے اس
طرح نواز دے کہ ہماری دنیا بھی اچھی ہوجائے ہماری آخرت بھی اچھی ہوجائے۔
تو ایک تو اسلام میں انفرادیت کی گنجائش صرف اس حد تک ہے کہ آدمی
انفرادی طور پر اپنے اعمال کا جواب دہ ہے۔ لیکن ہر مسلمان کا ہر انفرادی
عمل اجتماعی ہے۔ مثلاً ایک آدمی انفرادی طور پر نماز پڑھتا ہے۔ پوری قوم کے
اوپر نماز فرض ہے۔ جس طرح ایک فرد کے اوپر نماز فرض ہے اس طرح پوری
امت مسلمہ کے اوپر نماز فرض ہے۔لہٰذا نماز کی فرضیت جوٰ اس کی
اجتماعی حیثیت ہوئی ۔ جس طرح حج صاحب نصاب کے اوپر فرض ہے ۔ اسی
طرح ایک صاحب نصاب آدمی کے اوپر حج فرض نہیں ہے۔ اگر ایک کروڑ آدمی
صاحب نصاب ہے تو ایک کروڑ آدمی کے اوپر حج فرض ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ
حج بھی ایک اجتماعی فریضہ ہوگیا۔ اسی طرح آپ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور سب سے
بڑی بات یہ ہے کہ روزانہ کا اپنا آپ پانچ وقت کی نماز ہی لے لیں۔ محلے محلے
مساجد ہیں۔ وہاں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ایک آدمی گھر میں نماز پڑھتا ہے۔ ایک
آدمی مسجد میں نماز پڑھتا ہے۔ آپ اس کا فائدہ آپ کے سامنے ہے۔دس آدمی تو
آپ کے دوست بن جاتے ہیں۔ دس آدمی کی آپ کو خیریت معلوم ہوجاتی ہے۔
دس آدمی آپ کی کسی الجھن، کسی پریشانی میں کام آسکتے ہیں۔ اور کام آتے
ہیں لوگ۔ اچھا دین کے علاوہ جو دنیاوی امور آپ دیکھیں گے وہ وہاں بھی
اجتماعیت ہے۔ اب یہ ٹھگ ہوتے ہیں۔ یہ بھی اجتماعی حیثیت میں جب ٹھگی
کرتے ہیں تو کامیاب ہوجاتے ہیں۔ انفرادی طور پر کوئی ٹھگی کرتا ہے تو پکڑا
جاتا ہے۔ اسلام کے حوالے سے ، قرآن پاک کی تعلیمات کی رو سے سیدنا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ سے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ایک ہی
بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ یہ چاہتا ہے کہ پوری مخلوق اجتماعی حیثیت
میں زندہ رہے۔ اب ہوا چلتی ہے۔ کیا آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہوا انفرادی

طور پر چلتی ہے؟ کافر ہو، ہندو ہو، مسلم ہو ، مشرک ہو، بیمار ہو، ضعیف
ہو، درخت ہو، کبوتر ہو، شیر ہو، بگھیار ہو، ہاتھی ہو ... ہوا ایک اجتماعی
حیثیت سے سب کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ پانی ... کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پانی
انفرادی طور پر آپ کو فائدہ پہنچا رہاہے؟ جتنی بھی مخلوق آباد ہیں انسان اور
انسان کے علاوہ سب پانی پیتے ہیں۔ پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ کبھی اللہ
تعالیٰ نے پانی کو انفرادی حیثیت میں زمین کے اوپر پیدا نہیں کیا۔علیٰ ھذ
القیاس ، سورج، چاند، زمین ... آپ زمین میں ایک گیہوں ڈالتے ہیں کئی سو
گیہوں اس میں سے ایک دانے میں سے نکلتی ہے۔ کیوں؟ زمین کو یہ پتہ ہے کہ
میں نے ایک گیہوں کے دانے کو اگر نو سو آٹھ سو دانے میں تبدیل نہیں کیا تو نوع
انسانی کی جو اجتماعیت ہے بھوک کی وہ پوری نہیں ہوگی۔اسی طرح بارش
ہے۔ کبھی آپ نے دیکھا ہے بارش جب برستی ہے وہ کیچڑ پہ نہ برستی ہو؟
کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ بارش پہاڑ ایسے پہاڑ جس میں گھاس نہ اگتا ہے وہاں
نہ برستی ہو؟ بارش جب برسے گی تو اس کی ایک اجتماعی حیثیت ہوتی ہے۔
ہر گھر میں برسے گی۔ ہر زمین میںبرسے گی۔ ہر درخت اس سے سیراب
ہوگا۔ ہر آدمی اس سے سیراب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نظام میں اور اللہ تعالیٰ کا
جو کائناتی سسٹم ہے اس کے اوپر جب آپ غور و فکر کریں گے تو ایک ہی بات
آپ کی سمجھ میں آئے گی کہ یہ کائنات کا پورا کا پورا سسٹم اجتماعی ہے،
انفرادی نہیں ہے۔ و سخر لکم ما فی السموت وما فی الارض جمیعاً منکم ... اللہ
تعالیٰ نے کسی ایک فرد کا نام نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہارے
لئے ، اجتماعی تذکرہ کر رہے ہیں، تمہارے لئے سورج کو ، آسمان کو ، زمین کو
اوراس کے اندر جو کچھ ہے سب کا سب تمہارے لئے مسخر کردیا ہے تاکہ تم اس
سے فائدہ اٹھاؤ۔ تو جتنا بھی آپ غور و فکر کریں گے اسلام کے بارے میں آپ کو
ایک ہی بات نظر آئے گی کہ اگر اسلام میں اجتماعیت ہے تو وہ اللہ کا اور اللہ
کے رسول کا مذہب ہے ۔اگر اجتماعیت ہے تو وہ اللہ کے اور اللہ کے رسول کے
دوست ہیں۔ اللہ کے محبوب کے امتی ہیں۔ اور اگر اجتماعیت نہیں ہے پھر کچھ
نہیں کہا جاسکتا کہ کیا حال ہو۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں میں
اجتماعیت رہی جبکہ تھوڑے سے تھے ، مالی وسائل بھی نہیں تھے۔ ٣١٣ آدمی جب
یہ ہزار ہوجائیں یا ہوگئے ہوں گے، پانچ ہزار ہوگئے ہوں گے ۔ آج مسلمان ایک
ارب ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس تلوار کو رکھنے کے لئے نیام نہیں تھی۔ آج
صورت حال یہ ہے کہ مسلمان ممالک کی زمینیں تیلوں سے بھری پڑی ہیں۔
سونے سے بھری پڑی ہیں۔ لیکن اجتماعیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ جو
اجتماعی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں وہ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ہم
سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بھوکے، قلاش اور مفلس ہیں۔ اور ان کے محتاج ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن پاک میں تفکر کریں۔
اسلام میں جو اجتماعیت ہے اس کو اپنے بھائیوں سے متعارف کرائیں۔یہ چھوٹے
چھوٹے فرقوں میں ہم نہ بٹ جائیں۔ اگر اپنے مسلک کو آپ کو پیش کرنا ہے اس

میں کوئی حرج نہیں ہے ... والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ... اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے راستے پر قدم بڑھاتے ہیں ، ہمارے لئے جدوجہد
کرتے ہیں...لنھدینھم سبلنا ...کہ ہم نے ان کے لئے بہت سارے راستے کھول دئے
ہیں۔تو اگر آپ اپنے طرز فکر کے مطابق، اپنے دوسرے بھائی کو اپنا بنانا چاہتے
ہیںتو پیار سے محبت سے ، اخلاق سے ، خلوص سے اس کی خدمت کریں۔ اپنا
پیغام پہنچائیں۔اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ بھی خوش ہوں گے ، آپ کا بھائی
بھی خوش ہوگا۔ اور غیر مسلم اقوام نے جو تفرقہ کا جال ڈال دیا ہے۔ مسلمانوں
میں وہ ناکام ہوجائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا فرمائے گا۔